سوال

(39) رویت ہلال کی خبر روزہ رکھنے کے بعدملے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رمضان شریف کی رویت ہلال کی خبروں کو8یا9بجے اور بعض لوگوں کودن کو دوبجے پہنچی تو اسی وقت سب لوگوں نے روزہ کی نیت کرلی۔کچھ لوگوں نے قبل خبرملنے کے کھالیا تھا۔اور بعض نے کچھ نہیں کھایا تھا توکھانے والوں کوروزہ کی قضالازم ہوگی یا نہیں اورکیا فرضی روزہ کی نیت بعد فجر کے کرنے سے روزہ ہوتا ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بے شک جن لوگوں نے رویت ہلال کی شہادت ملنے سے پہلے کھالیا ہے ان کے اس دن کے روزہ کی قضالازم ہے ۔

قال فی المقنع فی فقہ الامام احمد1/360 : واذاقامت برؤیۃالھلال فی اثناء النہار لزمہم الامساک والقضاء قال فی الشرح الکبیر : وہذا قول عامۃ اہل العلم :فرض روزہ کےلئے جس شخص کورات میں نیت کرنے پر قدرت ہوااس کو نیت کرنی ضروری ہے اگربغیر نیت کے صبح کرلیا توروزہ نہیں ہوگا۔ارشادہے : من لم یجمع االصیام قبل الفجر فلاصیام لہ (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ احمد خزیمہ ابن حبان دارقطنی)ہاں اگررات نیت کرنے پر قدرت نہ ہوتودن نیت کرنی کافی ہوجائے گی اورروزہ صحیح ہوجائے گا۔

قال شیخنافی شرح الترمذی (2/49) إنما صحت النیۃ فی النہارفی صورتہ شہادۃ الأعرابی برؤیۃالھلال لأن الرجوع الی اللیل غیر مقدوروالنزاع فیما کان مقدورا فیختص الجواز بمثل ہذہ الصورۃ اعنی من انکشف لہ فی النہاران ذلک الیوم من رمضان وکمن ظہرلہ وجوب الصیام علیہ من النہار کالمجنون لیضیق والصبی یحتلم والکافریسلم انتہی

محدث

عزیزمکرم مولوی محمدامین صاحب رحمانی زادکم اللہ علما وفضلا

السلام علیکم

آپ کا کارڈ مورخہ29ستمبرا کتوبر کو موصول ہواجس کاجواب5/1اکتوبر کواوراس کے بعد طلاق والا رسالہ بک پوسٹ کے ذریعہ بھیج دیاگیا۔امید ہے خط اوررسالہ دونوں آپ کومل گئےہوں گے۔خط بھیجنے کے بعدادارہ الحسنات کی طرف سے3/عدد روزہ والارسالہ بذریعہ رجسٹری پہنچا۔ آپ کے لکھنے کے مطابق ایک عدد حاجی عبدالسلام اور حکیم صاحب

کے یہاں بھیج دیا گاگیا۔ امید ہے حکیم صاحب نے رسالہ کی رسید آپ کو لکھ دی ہوگی اور رسالہ کے متعلق اپنا تاثر بھی لکھ دیا ہوگا۔ رسالہ عجلت میں من اولہ الی آخرہ پڑھ لیا گیا ہے۔ جہاں جوچیز کھٹکی اور اپنی تحقیقی مسلکہ اہل حدیث کے خلاف معلوم ہوئی اسے مختصر الکھا جارہاہے۔ کاش آپ نے چھپوانے سے پہلے کسی اہل عالم کو دکھلایا ہوتا جو آپ کے نزدیک معتمد ہوتا۔ رسالہ کی کاپی اورپروف تصحیح کی بنظر غائر نہیں کی گئی ہے اس لیئےچھاپہ کی متعد غلطیاں رہ گئی ہیں۔ رسالہ آپ کی تالیف کا نقش اول ہے امید ہے دوسرے نقوش اس سے بہتر ہوں گے۔

آپ نے صفحہ :24تا27 چاند دیکھنے کی شہادت کے عنوان کے تحت جمہور علماء کا جو مسلک رمضان عید الفطر اور عید الاضحی کے چاند کے بارے میں مع دلیل کے لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن صفحہ :32تا34 میں رویت ہلال کی خبر شہادت ہے یا روایت کے زیر عنوان مدیر زندگی کی تحقیق کی روشنی میں آپ نے جوکچھ لکھا ہے وہ آپ کے محولہ بالا تحریر کے بالکل خلاف اور مناقص ہے۔

پہلے آپ نے عید وبقر عید اور رمضان کے چاند کے درمیان فرق کرتے ہوئے عید وبقر کے چاند کےلیئے دوآدمیوں کی گواہی ضروری ہے اور دوسری جگہ مدیر زندگی کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے اس فرق کواڑا دیا ہے او سب چاندوں کےلیئے ایک آدمی کی شہادت یا خبر کو کافی قرار دے دیا ہے۔ آپ نے تحریر کا یہ تضاد بالکل کھلا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک فرق والا مسلک جس پر ابو ثور کے علاوہ پوری امت کا اتفاق ہے وہ ہی صحیح ہے یعنی : عید بقر عید کےلیئے دوآدمیون کس شہادت یا خبر ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک اس فرق کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رمضان کےلیئے رویت ہلال کی خبر روایت اور عیدین کےلیئے رویت ہلال کی خبر شہادت ہے۔ بلکہ اس فرق کی بنیاداس بارے میں روایت کردہ احادیث مرفوعہ ہیں جوکتب احادیث مسند احمد نسائی ابوداود ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم دارقطنی وغیرہ میں مروی ہے۔ آپ کا یہ لکھنا کہ : اس فرق کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے میرے لیئے سخت تعجب کا باعث ہے۔

مدیر زندگی نے فروری 1971 کے شماروں میں فرق والی حدیثوں پر کیا بحث کی ہے؟ اس وقت میرے سامنے وہ محولہ شمارہ نہیں ہے کہ اس میں اس کے متعلق کچھ لکھوں البتہ انہوں نے شوال کے چاند کے ثبوت میں ایک شخص کی رویت کی خبر قبول کرکے عید کرنے کے ثبوت میں حضرت عمر جو اثر مسند احمد اور کنز العمال سے پیش کیا ہے وہ میرے سامنے ہے۔ حضرت عمر کا پہلا اثر مسند احمد 28/1/144 اوردارقطنی ص : 232 میں مروی ہے۔ یہ اثر سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی کی عمر حضرت عمر کی وفات کے وقت کل 6 برس کی تھی جیساکہ خطیب نے تاریخ بغداد میں حافظ نے تہذیب االتہذیب میں صراحتہ ذکر کیا ہے۔ ان کا سماع حضرت عمر سے ثابت نہیں ہے۔ اس روایت میں کنت مع عمر کے لفظ کا مدار عبدالرحمن کے شاگرد عبدالاعلیٰ بن عامر ثلعبی پر ہے اور مذکورہ لفظ کے ذکر کرنے میں ان وہم ہوگیا ہے اور دوسرا اثر قطنی اور بیہقی کے حوالہ سے مذکور ہے۔ علی المتقی نے اس کے بعد یہ لکھا ہے : وضعفاہ اس اثر کا مدار و وہی عبدالاعلی بن بن عامر ثعلبی ہیں۔ دارقطنی اس اثر کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں : كَذَا رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى , وَعَبْدُ الْأَعْلَى ضَعِيفٌ , وَابْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ وَخَالَفَهُ أَبُو وَائِلٍ شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ , فَرَوَاهُ عَنْ عُمَرَ , أَنَّهُ قَالَ : «لَا تُفْطِرُوا حَتَّى يَشْهَدَ شَاهِدَانِ» , حَدَّثَ بِهِ الْأَعْمَشُ , وَمَنْصُورٌ عَنْهُ ثم ذکر روا یتهما بنحو ذلک تکلم البیهقی فی سننه

صفحہ :26 سطر :4 میں امام ثوری کے بجائے ابو ثور ہونا چاہیئے۔

صفحہ 30 کی آخری سطر میں کی ہے اوروہ یہ ہے کہ بجائے کی ہے ہونا چاہیئے۔ ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر کا اعتبار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی دوسری شرط کے بیان میں ص :30 کی پہلی اور دوسری سطر میں جولکھا گیا ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ اس صفحہ میں اختلاف مطالع کے زیر عنوان آپ نے یہ لکھا ہے :

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہمارے ملک ہندوستان میں مطالع کا کوئی قابل لحاظ اختلاف نہیں ہے۔ اس لیئے یہاں کسی مقام پر بھی رویت ہلال ثابت ہوجائے تو پورے ملک کےلیئے قابل اعتبار عمل ہوگا۔

آپ کی اس رائے سے مجھے سخت اختلاف ہے۔ میرے نزدیک کم وبیش 500 میل کی مسافت پر مطلع اس حدتک مختلف ہوجاتا کہ اس بعید مسافت بر اس شب میں طلوع ہلال ضروری نہیں۔ لہذا مدارس یا مشرقی پنجاب یا دہلی کی رویت بہار اور ہندوستان کی دوسری مشرقی ریاستوں کےلیئے معتبر نہیں ہوگی۔

ص :48میں عنوان رمضان میں روزے کی قضاء کا وقت میں میں.بجائے کے ہونا چاہیئے۔

ص :49میں رواہ ابوداود کے بعد.بجائے ترمذی نسائی ابن ماجہ کے والترمذی والنسائی وابن ماجہ ہونا چاہیئے۔یا پھر تخریج میں صرف اس قدر لکھنا چاہیئے (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ)۔

ص :54یوم شک کا روزہ صرف مکروہ،ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ معصیت ہونے کی وجہ سے بالکل ممنوع ہے۔

ص :60شب برات کے روزے کے بجائے شب برات کا روزہ کا عنوان ہونا چاہیئے شب براب کے اس روزے کے بارے میں حضرت علی کی مذکورہ حدیث سخت ضعیف ہےاس سے اس روزہ کے استحباب یاسنت کا اثبات غلط ہے وہ اس لائق ہے ہی نہیں کہ اس سے کوئی حکم شرعی ثابت کیا جاسکے۔روزے کے بارے میں اس روایت کے علاوہ کوئی دوسری روایت موجود نہیں ہے اگر کوئی دوسری حدیث یا مذکورہ اس روایت کا کوئی دوسرا طریق میں ہے تواس سے مجھ کو مطلع کیجئے۔

ص :67یہ کہنا کہ تراویح کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات ہم تک نہیں پہنچی ہے۔ہمارے نزدیک غلط ہے آگے ابو سلمہ بن عبدالرحمن عن عائشہ کی حدیث کوآپ نے خود ہی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں پش کیا ہے۔سلف اس سے زیادہ رکعتوں کو بطور نقل پڑھ لیا کرتے تھے اس سے یہ کیوں ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول پڑھ لیا کرتے تھے تواس سے یہ کیوں ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول نہیں ہے۔یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بیس رکعت کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں : عبداللہ بن عباس کی سخت متفقہ ضعیف حدیث کے سوا دوسری کونی سی روایت موجود ہے؟ آٹھ رکعتوں کے حق میں.بخاری و مسلم کی یہ صحیح روایتیں ہیں اس عبارت میں روایتیں کے.بجائے روایت یا حدیث کا لفظ ہونا چاہیئے۔

ص :28تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر جسم کوذرا آرام پہنچادینے کی ہدایت کسی حدیث مرفوع یا اثر صحابی میں مذکور ہے؟ بیس رکعت پڑھنے والوں کا عمل اورچیز ہے اوراس کا آں حضرت ﷺ یا صحابہ سے منقول ہونا اورچیز اور جب یہ منقول نہیں ہے تو مقلدین کا بے دلیل تعامل کوئی شرعی چیز نہیں نیز جامع الرموز سے منقولہ ذکر کو تراویح کی دعا کہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

ص :74 :اعتکاف اپنی بستی کی جامع مسجد کے لفظ سے ذہن.جمعہ مسجد کی طرف متبادر ہوتا ہے اوراس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اعتکاف.جمعہ مسجد میں کرنا چاہیئے اوریہ صحیح نہیں ہے۔چنانچہ آپ اس صفحہ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں اعتکاف کےلئے ایسی مسجد کا ہونا جس میں پانچویں وقت باجماعت نماز ہوتی ہواس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کےلئے.جمعہ مسجد شرط نہیں ہے اوریہی صحیح ہے۔

ص :76مسجد کے.بجائے جامع مسجد کے اندراس عبارت میں جامع مسجد کے.بجائے کسی دوسری مسجد کا لفظ ہونا چاہیئے۔کیوں کہ جامع مسجد کے لفظ سے.جمعہ مسجد طرف ذہن جاتا ہے چنانچہ آپ نے بھی بعض اس کے بعد یہ لکھا ہے.جمعہ کی نماز ادا کرنے کےلئے جامع مسجد اس قدر پہلے جانا اور صفحہ کے حاشیہ پر آپ نے لکھا ہے بعض حدیثوں کی رد سے جامع مسجد کے علاوہ ایسی مسجدوں میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے جن میں پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو۔

وہ کونسی حدیث ہے جس میں اس قسم کی تشریح موجود ہے؟ یہ توحضرت عائشہ کے قول : لااِعتکاف اِلافی مسجد جامع کی ایک توجیہ وتاویل ہے۔

وَأَنتُم عـٰكِفونَ فِى المَسـٰجِدِ ﴿١٨٧﴾... سورة البقرة

میں مساجد کا عموم واطلاق اعتکاف کےلئے.جمعہ کی تخصیص کے منافی ضرور ہے۔

ص :79سطر :6میں جامع مسجد کے.بجائے کوئی دوسرا لفظ ہونا چاہیئے۔کیوں کہ اس سے.جمعہ کی مسجد کی طرف ذہن متبادر ہوتا ہے۔

ص :92سطر 7میں سورہ اعلیٰ سورق کے.بجائے سورہ اعلیٰ یا سورہ ق ہونا چاہیئے۔

ص :102جب گہیوں سے صدقہ فطر کے بارے میں کوئی حکم اورارشاد نبوی بسند معتبر منقول نہیں ہے اوراس نصف صاع نکالنے کی بنیاد حضرت معاویہ اوردیگر صحابہ کرام کا محض فتوی اور عمل ہے اورانہوں نے یہ فتوی صرف اس وجہ سے دیا تھاکہ ان دنوں گیہوں

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 135

محدث فتویٰ